صریرخامہ
SAREER A KHAMA
Bi-Annual Research Journal
Publish By
TAFHEEM RESEARCH CENTRE (SMC-PRIVATE) LIMITED LAHORE

ابن فضالہ کی توثیق، تدلیس اور معنعن روایت کا حکم

The Ruling Regarding the Authentication, Tadlis and Mu'un'un Narrations of Ibn Fadālah

حافظ عمران الہی[1]

Riwayat-o-Dirayat are not only the fundamental concepts for Muhadithin (Scholars of Ahadith), but they also consider it the knowledge of Ahadith (علم الحديث). It is essential to adhere to the Quranic methodology and requirements to transmit a Hadith as it is narrated by the Holy Prophet ﷺ. The teaching of the Sunnah emphasizes the need to propagate it while ensuring the absence of any ambiguity or confusion. For these fundamental principles, muhaddithin have worked extensively. This includes addressing issues such as Tadlis (تدليس) and un'una (عنعنہ). It is unanimously agreed among muhadithin that the un'una (عنعنہ) of a mudallis narrator is one reason for a Hadith to be considered za'iif (ضعيف حديث). However, at times, some mudallisin use terms like "'un" or "qāl" to convey the narration, but muhaddithin still consider their narration to be authentic and connected, and the un'ana of the mudallis narration is considered harmless.

There are some mudallisin (narrators who practice tadlees) who engage in tadlis exclusively with certain teachers. Therefore, the authenticity of their narration will be sought, while their mu'an'an narratives from other scholars will be conveyed. Two means can be employed to acquire this knowledge. Muhadithin have extensively discussed Ibn Fadālah, and all of his narrations have been subject to much debate. This study will refer to narrators who engage in tadlis, but in certain instances, their un'un' narrations may be accepted as valid and connected.

Key Words: Ibn Fadālah, Tawthiq, Tadlis, Mu'un'un, Riwayat-e-Hadith, Hadith-e-Nabvi ﷺ

محدثین کے ہاں روایت ودرایت بنیادی اصطلاح کے ساتھ ساتھ علم الحدیث بھی ہے۔حدیث کوبعینہ آگے پہنچاجس طرح نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے منقول ہو، قرآنی منہج اور تقاضاہے۔سنت کی تعلیم یہی ہے کہ اسے آگے بڑھایاجائے اورمیں کسی قسم کاشک اورابہام نہ ہو۔انہی بنیادی نکات کے لیے محدثین نے بہت کام کیاہے۔جس میں تدلیس اور معنعن بھی ہے۔یہ بات محدثین کرام کے نزدیک بالاتفاق مسلّم ہے کہ مدلّس راوی کا عنعنہ حدیث کے

[1] - lecharar at The University of Lahore

ضعیف ہونے کا ایک سبب ہے، لیکن بعض اوقات بعض مدلسین بعض محدثین سے عن وغیرہ یا موہم سماع لفظ (عن، قال) بول کر روایت نقل کرتے ہیں لیکن پھر بھی محدثین کرام کے نزدیک ان کی روایت کو صحیح و متصل تصور کیا جاتا ہے اور مدلس رواۃ کے عنعنے کو غیر مضر جانا جاتا ہے۔کچھ مدلسین ایسے ہیں جو صرف مخصوص استادوں سے تدلیس کرتے ہیں۔اس وجہ سے ان کی مخصوص اَساتذہ سے روایت میں سماع کی صراحت تلاش کی جائے گی۔اس کے ذرائع دو ہیں:

1۔ کوئی ماہر فن یہ وضاحت کر دے کہ اس راوی سے اگر فلاں شاگرد روایت بیان کرے تو وہ سماع پر محمول سمجھی جائے گی۔

2۔ محدثین، ناقدین کے تعامل کی روشنی میں یہ بات تلاش کی جائے کہ یہ فلاں استاد سے تدلیس کرتا ہے اور فلاں استاد سے نہیں کرتا۔اور جو راوی کسی خاص استاد سے تدلیس کرے تو اس کی باقی شیوخ سے مرویات، سماع پر محمول کی جاتی ہیں۔ حافظ ابن رجب (متوفی:795ھ) رقم طراز ہیں کہ:

"ذكر من عرف بالتدليس وكان له شيوخ لا يدلس عنهم فحديثه عنهم متصل"[i]

"اس مدلس راوی کا ذکر جو تدلیس کرنے میں معروف ہے، حالاں کہ ان کے کئی ایسے شیوخ جن سے وہ تدلیس نہیں کرتا تو اس لیے اس کی ان سے حدیث متصل مانی جائے گی۔"

ذیل میں ہم ان راویوں کا ذکر کرتے ہیں کہ جو مدلس ہیں لیکن پھر بھی بعض جگہ پر ان کا عنعنہ سماع پر محمول ہو گا۔

ابن فضالہ کا تعارف اور ثقاہت:

مبارک بن فضالہ ابو فضالہ البصری (متوفی 166ھ) صغار تابعین کے ہم عصر محدث ہیں، صحیح البخاری کے راوی ہیں، محدثین کی ایک جماعت نے ان کی توثیق بیان کی ہے، عمرو بن علی الفلاس فرماتے ہیں:

سمعت عفان يقول كان مبارك ثقة[ii]

میں نے عفان بن مسلم الباہلی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ سنا ہے کہ مبارک بن فضالہ ثقہ ہے۔

امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ مبارک بن فضالہ کے متعلق فرماتے ہیں:

"لا بأس به".[iii]

عمرو بن علی الفلاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یحیی بن سعید القطان کو مبارک بن فضالہ کی اچھی تعریف کرتے ہوئے سنا[iv]۔

اسی ابو بکر ابن ابی خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے بھی کہا کہ میں نے مبارک بن فضالہ کے بارے علی بن المدینی کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے جواب میں کہا کہ وہ صالح وسط ہے۔ میں نے یحیی بن سعید کو سنا اور ان سے مبارک بن فضالہ کے بارے سوال کیا گیا: تو انھوں نے جواب دیا کہ وہ ضعیف ہے اور ایک مرتبہ پھر میں نے یہ سنا کہ وہ ثقہ ہے[v]۔

ابن فضالہ کی تدلیس کے دلائل:

ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں کہ "یدلس کثیرا، فإذا قال حَدَّثَنَا فهو ثقة".[vi] یعنی کہ یحیی بن سعید القطان نے مبارک بن فضالہ کو مدلس کہا ہے، ان کا قول خطیب البغدادی نے نقل کیا ہے:

"قال يحيى ولم أقبل منه شيئا إلا شيئا يقول فيه حَدَّثَنَا".[vii]

جناب یحیی فرماتے ہیں: میں نے ابن فضالہ سے کوئی روایت قبول نہیں کی ہے، مگر صرف وہی روایت قبول کی ہے جس میں اس نے تحدیث کی صراحت کی ہو۔

اسی طرح ابو عبید الآجری رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو داود کا قول نقل کیا ہے:

"قَالَ أَبُو عُبَيد الآجري عَن أَبي دَاوُد كان شديد التدليس".[viii]

امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبد اللہ نے بیان کیا ہے کہ میرے والد نے مبارک بن فضالہ کو مدلس قرار دیا ہے[ix] اسی طرح نعیم بن حماد بیان کرتے ہیں کہ "سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مَهْدِيٍّ يَقُولُ --- يُدَلِّسُ، وَكُنَّا لَا نَكْتُبُ عَنْهُ إِلَّا مَا قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ[x]،[xi]

"میں نے عبد الرحمن بن مہدی سے یہ سنا ہے کہ مبارک بن فضالہ مدلس تھا ہم اس سے صرف وہی روایت لکھتے تھے جس میں حسن بصری سے سماع کی صراحت کیا کرتے تھے۔"

لیکن اگر ہم امام دارمی کے قول کو پڑھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ مبارک بن فضالہ قلیل التدلیس تھے:

"قال عثمان بن سعيد الدارمي إلا أنه ربما يدلس"[xii]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو الولید ولید بن ہشام الطیالسی رحمۃ اللہ علیہ سے مبارک بن فضالہ کا مدلس ہونا بیان کیا ہے کہ "ابو الولید کا قول ہے کہ ربیع بن صبیح تدلیس نہیں کیا کرتا تھا اور مبارک بن فضالہ ربیع سے زیادہ تدلیس کیا کرتا تھا"۔[xiii]

ابن فضالہ پر تدلیسِ تسویہ کا الزام:

حافظ ابن حجر سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے مبارک بن فضالہ کو تدلیس التسویہ کا مرتکب قرار دیا ہے:

"مبارك بن فضالة أبو فضالة البصري صدوق يدلس ويسوي"[xiv]

معاصر علماء کا ابن فضالہ پر تدلیس تسویہ کا الزام:

اس دور کے تقریباً سبھی نامور علماء البانی، شعیب آرناؤط، بشار عواد، حسین سلیم اسد، ربیع مدخلی وغیرہم نے ابن حجر کی تقلید کرتے ہوئے مبارک بن فضالہ کو تدلیس التسویہ سے متصف کیا اور اس کی بہت سی مرویات کو ضعیف قرار دیا ہے۔

حسین سلیم اسد صاحب نے تدلیس التسویہ کا الزام لگا کر مبارک بن فضالہ کی ایک روایت کو ضعیف قرار دیا ہے:

"ومبارك بن فضالة يسوي ويدلس، وقد عنعن".[xv]

تحریر تقریب التہذیب کے مصنفین بشار عواد اور شعیب نے بھی حافظ ابن حجر کے مبارک بن فضالہ پر تدلیس التسویہ کے الزام پر کوئی نکیر نہیں کی ہے، جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا بھی مبارک بن فضالہ کی تدلیس کے بارے وہی موقف ہے جو حافظ ابن حجر کا ہے۔[xvi]

شیخ دسمان یحیی معالی اور عباس صخر الحسن نے جناب مبارک بن فضالہ کی تدلیس التسویہ کی وجہ ایک روایت کو ضعیف کہا ہے:

وفي إسناده مبارك بن فضالة، وهو صدوق يدلس ويسوّي،و قد صرح بالتحديث عند ابن أبي عاصم عن شيخه ولكن يُخشى من أن يكون دلّس تدليس التسوية".[xvii]

علامہ البانی مذکورہ راوی مبارک بن فضالہ کو تدلیس التسویہ سے مطعون سمجھتے تھے، اس بات کو بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ

”مبارک بن فضالہ کے متعلق مجھے یاد دہانی کی گئی تو مجھے یاد آیا کہ مبارک بن فضالہ کی تدلیس وہ نہیں ہے جس سے تدلیس کا شبہ ختم ہو جائے، وہ اپنے استاد سے سماع کی صراحت کر دے تو ہم اس کی تدلیس سے محفوظ ہو جائیں گے جیسا کہ اس نے یہاں کیا ہے، بلکہ یقیناً اس کی تدلیس اس سے کہیں زیادہ بری ہے اور وہ محدثین کے ہاں تدلیس التسویہ کے نام سے مشہور ہے اور ایسا کرنے والا اپنے شیخ سے اوپر والے کسی راوی کو ساقط کر دیتا ہے، جیسے ولید بن مسلم کیا کرتا تھا، اس کے اساتذہ میں سے ایک امام اوزاعی ہیں تو وہ ان سے تدلیس کیا کرتا تھا، جب اوزاعی کا استاد ضعیف ہوتا تھا تو وہ اس حذف کر دیتا تھا، اسی لیے تدلیس التسویہ کرنے والے مدلس پر یہ شرط لگائی گئی کہ وہ ساری سند میں سماع کی تصریح کرے، اس لیے خبردار رہو یہ بہت زیادہ اہم معاملہ ہے، میں ماضی کے بعض جارحین اور مخرجین کی اتباع میں اس امر سے کئی سال غافل رہا ہوں، اللہ تعالی ہمیں اور انھیں بخش دے[xviii]۔

ابن فضالہ تدلیس التسویہ سے بری ہے

تہذیب الکمال میں ایسی کوئی عبارت یا کسی محدث کا قول موجود نہیں ہے جس سے یہ اندازہ لگایا جائے کہ مذکورہ بالا راوی تدلیس التسویہ کا مرتکب تھا اور تہذیب التہذیب میں ابن حجر نے تہذیب الکمال کا خلاصہ بیان کیا ہے اور اصل بات یہ ہے کہ تہذیب التہذیب میں بھی مبارک بن فضالہ کے بارے تدلیس التسویہ نام کی کوئی چیز غائب ہے اور نہ ہی ابن حجر نے طبقات المدلسین میں اس راوی پر تدلیس التسویہ کی کوئی قدغن لگائی ہے، صرف تقریب التہذیب میں ہی تدلیس التسویہ کا اعتراض ذکر ہوا ہے، جس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ اس معاملے میں حافظ ابن حجر کو وہم ہوا ہے۔

اور پھر فتح الباری میں حافظ ابن حجر نے مبارک بن فضالہ کا کر کیا تو وہاں بھی صرف اس کو سادہ مدلس ہی بتایا ہے[xix]۔ جناب مبارک بن فضالہ پر تدلیس التسویہ کا الزام ثابت نہیں ہے اور نہ ہی ایسے ثبوت موجود ہیں جن کو سامنے رکھ کر یہ کہا جا سکے کہ مذکورہ راوی نے تدلیس کی سب بری قسم تدلیس التسویہ کا ارتکاب کیا ہے، بلکہ ایسے ثبوت موجود ہیں جن وجہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ موصوف صرف سادہ تدلیس ہی کیا کرتے تھے، امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: 360ھ) نے المعجم الاوسط کے اندر ایک روایت نقل کی ہے:

"حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ نا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْوَاسِطِيُّ قَالَ نا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ نا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا طَعَنَ أَبُو لُؤْلُؤَةَ عُمَرَ"[xx]

اس حدیث کی سند میں مبارک بن فضالہ کے شیخ عبید اللہ نے سماع کی تصریح نہیں کی ہے، یعنی مذکورہ راوی مبارک کے بعد ساری سند معنعن ہے، اس کے باوجود اس سند پر حافظ ابن حجر نے صحیح کا حکم لگایا ہے، وہ اس سند کو ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ حافظ ابن حجر کی اس عبارت اس بات کا صاف اور واضح ثبوت ہے کہ اس راوی پر تدلیس التسویہ کا الزام ثابت نہیں ہے، ابن حجر تو ابن فضالہ کی اپنے شیخ سے لی ہوئی معنعن روایت کو صحیح قرار دے رہے ہیں[xxi]۔ متقدمین میں سے کسی بھی محدث نے مذکورہ راوی کو تدلیس التسویہ سے متصف نہیں کیا ہے، بلکہ ان پر صرف تدلیس کا ہی الزام ہے، اس بارے میں ابو زرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"يدلس كثيرا، فإذا قال: حَدَّثَنَا فهو ثقة".[xxii]

یعنی وہ کثرت سے تدلیس کا ارتکاب کیا کرتے تھے اس لیے وہ جب سماع کی تصریح کرے تو ثقہ ہے۔

ابو زرعہ رازی کے اس قول کو بغور دیکھا جائے تو اس سے صرف تدلیس کی کثرت ہی ثابت ہوتی ہے، اور اگر صرف وہ اپنے شیخ سے سماع کی صراحت کر دے تو وہ ثقہ مانا جائے گا اسے پوری سند میں سماع کی صراحت باور کرنے ضرورت نہیں ہے۔

اسی طرح یحیی بن سعید القطان نے مبارک بن فضالہ کو صرف سادہ مدلس کہا ہے، اس پر تدلیس التسویہ کا الزام نہیں لگایا ہے:

یحیی بن سعید القطان کا قول ہے:

"ولم أقبل منه شيئا إلا شيئا يقول فيه حَدَّثَنَا".[xxiii]

"میں اس سے کوئی روایت قبول نہیں کرتا ہوں، سوائے اس روایت کے جس میں وہ اپنے شیخ سے سماع کی صراحت کرے۔"

اس عبارت میں بھی صرف اپنے شیخ سے سماع کی صراحت کا شرط لگائی گئی ہے، اگر مذکورہ راوی پر تدلیس التسویہ کا الزام ہوتا تو پوری سند میں سماع کی صراحت کی شرط لگائی جاتی، لیکن ایسا نہیں ہے۔

اسی طرح ابو عبید الآجری رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو داود کا قول نقل کیا ہے:

”قَال أَبُو عُبَيد الآجري عَن أبي دَاوُدكان شديد التدليس“.[xxiv]

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے مبارک بن فضالہ کو شدید التدلیس قرار دیا ہے۔

اسی طرح امام ابو داود کا ایک قول یہ بھی ہے:

”سمعت أبا دَاوُد يقول إذا قال مُبَارك ثَنا فَهُوَ ثبت وَكَانَ مُبارك يُدلس“[xxv]

لیکن ابو عبید آجری کے مجہول ہونے کی وجہ سے امام ابو داود کے یہ قول ثابت نہیں ہیں اور امام ابو داود نے بھی مذکورہ راوی پر تدلیس التسویہ کا الزام نہیں لگایا ہے۔ امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبد اللہ نے کہا کہ میرے والد نے مبارک بن فضالہ کو مدلس قرار دیا ہے[xxvi]۔”اور والد سے مبارک اور اشعث کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے جواب دیا: وہ دونوں قریب قریب ہیں، مبارک تدلیس کیا کرتا تھا۔“ امام احمد کے قول سے پتہ چلتا ہے کہ مبارک بن فضالہ صرف سادہ تدلیس کیا کرتا تھا، مذکورہ راوی کے بارے میں تدلیس التسویہ کا انھوں نے کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ نعیم بن حماد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

”سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مَهْدِيٍّ يَقُولُ مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ يُدَلِّسُ، وَكُنَّا لَا نَكْتُبُ عَنْهُ إِلَّا مَا قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ“[xxvii]

”میں نے عبد الرحمن بن مہدی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ مبارک بن فضالہ مدلس تھا ہم اس سے صرف وہی روایت لکھتے تھے جس میں وہ حسن بصری سے سماع کی صراحت کیا کرتے تھے۔“

مبارک بن فضالہ کو مندرجہ بالا سات محدثین نے مدلس قرار دیا ہے جن کا تعلق قرونِ اولی سے ہے، اور کسی بھی راوی پر جرح و تعدیل کے معاملے میں متقدمین کے اقوال کو مقدم رکھا جائے گا، ان میں سے کسی بھی محدث نے مذکورہ بالا راوی کو تدلیس التسویہ سے متہم نہیں کیا ہے، اس لیے اگر متاخرین میں سے کوئی اسماء الرجال کا ماہر مذکورہ راوی پر تدلیس التسویہ کا الزام لگائے اور عملی پور اس کی کوئی دلیل بھی نہ ہو تو اس کی یہ مردود ہو گی۔

اس کے ساتھ ساتھ متقدمین ائمہ اور محدثین میں سے متعدد علماء نے مبارک بن فضالہ کی ایسی روایت کو حجت مانا ہے جس میں اس نے صرف اپنے شیخ سے سماع کی صراحت کی ہے اور آگے مبارک بن فضالہ کے استاذ نے سماع کی صراحت نہیں کی ہے، بلکہ عن یا قال بول کر روایت بیان کی ہے، اس کی وجہ یہ ہے وہ مذکورہ بالا راوی کو تدلیس

التسویہ کا مرتکب نہیں سمجھتے تھے، ان میں سے ایک امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جنھوں نے المستدرک میں ابن فضالہ کی روایت ذکر کی ہے جسے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: 405ھ) اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ دونوں نے صحیح الاسناد کہا ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَيَقُولُ اللَّهُ أَخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَكَرَنِي أَوْ خَافَنِي فِي مَقَامٍ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ-"[xxviii]

اس حدیث کی سند میں مبارک بن فضالہ کے شیخ نے سماع کی صراحت نہیں کی ہے تو گویا ان دونوں اماموں کے نزدیک مذکورہ راوی پر تدلیس التسویہ کی جرح ثابت نہیں ہے۔

اسی طرح مندرجہ بالا روایت کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ "هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ" کہا ہے۔[xxix]

یعنی امام ترمذی (متوفی: 279ھ) کے نزدیک اس حدیث کی سند حسن ہے، اس بات کا ذکر امام ترمذی العلل الصغیر میں کیا ہے کہ

"حدیث حسن سے مراد سند کا حَسن ہونا ہے۔ ہر وہ حدیث جس کی سند میں نہ کوئی راوی متہم بالکذب ہو نہ وہ حدیث شاذ ہو، نیز وہ اسی طرح کی اور سند سے بھی مروی ہو، وہ حدیث حسن کہلاتی ہے"۔[xxx]

عصر حاضر کے علماء میں سے علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ بھی حافظ ابن حجر کے حامی تھے، اور انھوں نے مبارک بن فضالہ کی سند سے آنے والی بہت سی احادیث کو صرف اس لیے ضعیف قرار دیا تھا کہ وہ مذکورہ بالا راوی کو تدلیس التسویہ کا مرتکب سمجھتے تھے، لیکن انھوں نے بھی اپنے اس موقف سے رجوع کر لیا تھا، اس لیے وہ لکھتے ہیں کہ میں نے گزشتہ صفحات میں مبارک بن فضالہ کے بارے حافظ ابن حجر کا قول نقل کیا ہے: وہ تدلیس التسویہ کرتا تھا اور میں نے ابھی ابھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے تو میں اب اس کی تحقیق کرنا چاہتا ہوں کہ مبارک بن فضالہ کے بارے ابن حجر کا تدلیس التسویہ والا قول غلط ہے، یہ شاید ابن حجر سے سبقت قلم کی وجہ سے غلطی ہوئی ہے اور حافظ کا مبارک کو صرف مدلس کہنے پر اقتصار کرنا ہی درست ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یحیی بن سعید، احمد بن حنبل ابو داود اور ابو زرعہ وغیرہم جیسے حفاظ جنہوں نے مبارک کو مدلس قرار دیا ہے وہ تمام اس بات پر متفق ہیں کہ جب مبارک بن فضالہ سماع کی صراحت کر دے تو وہ ثبت یا ثقہ ہے اور میرا مقصد یہ ہے کہ متقدمین میں سے کسی ایک نے بھی مبارک کو تدلیس التسویہ کے ساتھ متہم نہیں کیا ہے، اس لیے جب مبارک حسن بصری سے سماع کی صراحت کر دے تو یقیناً اس نے سند میں اتصال پیدا کر دیا، تو یہ چیز مکمل طور پر تدلیس التسویہ کی ضد ہے جیسا کہ بالکل واضح ہے، اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ مبارک بن

فضالہ کو تدلیس التسویہ کا مرتکب قرار دینا حافظ کا وہم ہے اور راوی جب اپنے استاد سے سماع کی صراحت کر دے تو وہ حسن الحدیث ہے، واللہ اعلم ! xxxi

متعدد علماء نے حافظ ابن حجر کے اس قول کا انکار کیا ہے۔ xxxii

حافظ کا مبارک بن فضالہ کو صدوق مدلس اور تدلیس التسویہ سے متہم کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس نے مبارک کے بارے جرح کی عبارتوں کو تدلیس کے ساتھ ملا دیا ہے، اس معاملے میں غور و فکر کی ضرورت ہے جبکہ مبارک تدلیس التسویہ کرتا ہے تو میں کسی نے بھی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس نے صراحت کے ساتھ اس پر تدلیس التسویہ کا حکم لگایا ہو۔ ابو محمد الشربنی لکھتے ہیں:

”أما وصف مبارك بتدليس التسوية، فمن وصفه به قبل الحافظ؟ لا أحد“ xxxiii

جہاں تک مبارک بن فضالہ کو تدلیس التسویہ سے متصف کرنے کا تعلق ہے تو حافظ ابن حجر سے پہلے کس نے اس کو تدلیس التسویہ متصف کیا ہے؟ کس نے بھی نہیں کیا۔

اسی بات کو صاحب معجم المدلسین محمد بن طلعت یوں بیان کیا ہے:

”لا أعلم أحدا من العلماء المتقدمين وصف المبارك بتدليس التسوية“ xxxiv

”میرے علم کے مطابق علمائے متقدمین میں سے کسی نے بھی مبارک بن فضالہ کو تدلیس التسویہ سے متصف نہیں کیا ہے۔“

اور اس ے بعد ابن طلعت لکھتے ہیں:

”فالذي يظهر لي أن المبارك يدلس تدليس الإسناد فقط، ولا يدلس تدليس التسوية -“ xxxv

تو جو بات میرے لیے واضح ہو گئی ہے وہ یہ ہے کہ مبارک بن فضالہ صرف تدلیس الاسناد کرتے تھے اور وہ تدلیس التسویہ نہیں کرتے تھے۔

اس لیے مبارک بن فضالہ تدلیس التسویہ سے بری ہے۔

ابن فضالہ سے لی ہوئی ابن مہدی کی معنعن روایت:

محدثین کے اقوال اور توثیق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مذکورہ بالا راوی حدیث بیان کرنے میں صدوق اور مدلس ہے، اگر یہ اپنے استاذ سے سماع و تحدیث کی صراحت کریں تو ان کی بیان کردہ روایت حسن ہوتی ہے، لیکن

اگر عبد الرحمن بن مہدی اس راوی سے حدیث بیان کریں تو ان کی اس سے لی ہوئی معنعن روایت بھی قابل حجت ہو گی، کیوں کہ ابن مہدی سماع کی صراحت کے بغیر ان سے روایت نہیں لیتے تھے، جیسا کہ امام ابن الجعد نے نقل کیا ہے کہ نعیم بن حماد بیان کرتے ہیں:

”سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مَهْدِيٍّ يَقُولُ مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ يُدَلِّسُ، وَكُنَّا لَا نَكْتُبُ عَنْهُ إِلَّا مَا قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ“[xxxvi]

”میں نے عبد الرحمن بن مہدی کو یہ کہتے ہوئے سنا: مبارک بن فضالہ مدلس تھا ہم اس سے صرف وہی روایت لکھتے تھے جس میں حسن بصری سے سماع کی صراحت کیا کرتے تھے۔“

ابن مہدی کو مبارک بن فضالہ کے مدلس ہونے کا بخوبی علم تھا اس لیے وہ موصوف سے وہی روایت قبول کرتے تھے، جسے بیان کرتے ہوئے سماع یا تحدیث کا صیغہ بولا جاتا تھا، لہذا مبارک بن فضالہ سے عبد الرحمن بن مہدی کی معنعن روایت سماع پر محمول ہو گی، اسی بات کو ثابت کرتے ہوئے حافظ زبیر علی زئی نے لکھا ہے کہ ابن مہدی کا یہ قول اس بات کی دلیل ہے کہ مبارک بن فضالہ سے اس کی لی ہوئی روایت سماع پر محمول مانی جائے گی[xxxvii]۔

نوٹ: یہاں پر ایک بات قابل غور ہے، ابن مہدی نے جمع کا صیغہ: کنا نکتب بولا ہے، اسی طرح ایک دوسرے محدث نے بھی امام عبد الرحمن بن مہدی کی طرف جمع کے صیغے کی نسبت کی ہے، اس بارے میں امام ابو جعفر عقیلی رقم طراز ہیں:

”قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: لَمْ نَكْتُبْ لِلْمُبَارَكِ شَيْئًا إِلَّا شَيْئًا يَقُولُ فِيهِ سَمِعْتُ الْحَسَنَ“[xxxviii]

جس سے پتہ چلتا ہے کہ ابن مہدی کے علاوہ ایسے دیگر راوی بھی موجود ہیں جو مبارک بن فضالہ سے معنعن روایت لیں تو وہ سماع پر محمول ہو گی، وہ کون کون ہیں، ان کے نام کیا ہیں، اس کام کے لیے کافی چھان بین کی ضرورت ہے، کیوں یہ کافی مشکل کام ہے۔

ابن فضالہ سے لی ہوئی یحیی القطان کی معنعن روایت:

اسی طرح یحیٰی بن سعید القطان کی ابن فضالہ سے لی ہوئی ہر روایت سماع پر محمول مانی جائے گی، چاہے وہ سماع کی صراحت کرے یا نہ کرے، کیوں کہ جناب یحیٰی بن سعید مذکورہ بالا راوی سے سماع یا تحدیث کی صراحت کے بغیر روایت لیتے ہی نہیں تھے، اس بات کی وضاحت یحیٰی بن سعید نے خود کی ہے، وہ فرماتے ہیں:

"ولم أقبل منه شيئا إلا شيئا يقول فيه: حَدَّثَنَا".[xxxix]

"میں نے مبارک بن فضالہ سے کوئی بھی روایت قبول نہیں کی ہے، مگر صرف وہی روایت قبول کی ہے جس میں اس نے تحدیث کی صراحت کی ہو۔"

الغرض

ابن فضالہ کی توثیق، تدلیس اور معنعن روایت کا حکم اصولِ حدیث کے روایت و درایت کا اہم حصہ ہے۔ کسی بھی راوی کے متعلق تمام معلومات حاصل کرنے کے بعد حدیث لینے اور آگے پھیلانے کی روایت علمی روایات میں سے ہیں۔ ابن فضالہ کی توثیق، تدلیس اور معنعن روایت کے حکم کی طرح تمام راویوں پر بحث کرنے کا مطلب یہی ہے کہ روایت و درایت کے ذریعے علمِ حدیث کا خزانہ محفوظ ہے۔

مصادر و مراجع

[i] ۔ ابن رجب، عبد الرحمن بن احمد، **شرح علل الترمذي** ، (الزرقا: ناشر مکتبة المنار، طبعه اولی: 1987ء)، 2/857

[ii] ۔ أبو محمد عبد الرحمن بن أبي حاتم محمد ،**الجرح والتعديل**،(الناشر: مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية، بحيدر آباد الدكن – الهند، الطبعة: الأولى،، 1952جلد8) ، 339

[iii] ۔ شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي, **سير أعلام النبلاء الطبقة السادسة**،مبارك بن فضالة،جلد7،281

4۔ أبو محمد عبد الرحمن بن أبي حاتم محمد ،الجرح والتعديل،الضاً

[v] ۔ الخطيب البغدادي، **تا ريخ بغداد وذيوله**، (الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت، الجزء 1)،246

[vi] ۔ أبو محمد عبد الرحمن بن أبي حاتم محمد ،الجرح والتعديل،الضاً

[vii] ۔ الخطيب البغدادي، **تا ريخ بغداد وذيوله**، (الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت، الجزء 1) ،246 ۔

[viii] ۔ شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي, **سير أعلام النبلاء الطبقة السادسة**،مبارك بن فضالة،جز7،284 ۔

[ix] ۔ جمال الدين أبو الحجاج المزي، **تهذيب الكمال في أسماء الرجال**، باب الميم من اسمه مبارك ومبشر مبارك بن فضالة بن أبي أمية القرشي العدوي،(الناشر: مؤسسة الرسالة – بيروت الطبعة: الأولى،1980 ،جز27)،181۔

[x] ۔ ابن الجعد، **مسند ابن الجعد**، الناشر: مؤسسة نادر – بيروت الطبعة: الأولى، 1990، الجزء1)،471 ۔

xi ۔ حاتم بن عارف العوني ،**المرسل الخفي وعلاقته بالتدليس دراسة نظرية وتطبيقية على مرويات الحسن البصري**،(الرياض، دارالهجرة الرياض۔ المجلدالاول،1997)،353۔

xii ۔ ایضاً

xiii ۔ محمد بن إسماعيل، البخاري **كتاب الضعفاء المحقق: أحمد بن إبراهيم بن أبي العينين**،(الناشر: مكتبة ابن عباس الطبعة: الأولى2005)،61

xiv ۔ ابن حجر العسقلاني أبو الفضل أحمد بن علي، **تقريب التهذيب**،المحقق: محمد عوامة، (سوريا :دار الرشيد، الطبعة: الأولى1986،)،رقم الراوي:6464

xv ۔ الهيثمي، أبو الحسن،علي بن أبي بكر، **موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان**، المحقق: حسين سليم أسد الدّاراني (دمشق: دار الثقافة العربية، ،الطبعة: الأولى1992،جلد4) ،390۔

xvi ۔ الدكتور بشار عواد معروف، الشيخ شعيب الأرنؤوط، **تحرير تقريب التهذيب**، (لبنان: مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، ،الطبعة: الأولى1997)، رقم الراوي:6464

xvii ۔ الطيوري، أبو الحسين المبارك بن عبد الجبار الصيرفي، **الطيوريات**، دراسة وتحقيق: دسمان يحيى معالي، عباس صخر الحسن، (الرياض: مكتبة أضواء السلف ،الطبعة: الأولى،2004،جلد3)،796۔

xviii ۔ محمد ناصر الدين بن الحاج نوح الألباني ،**سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة**،(دار النشر: مكتبة المعارف، الرياض - المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، سنة الطبع: 1992جلد13)، 1083۔

xix ۔ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني ،**كتاب هدي الساري مقدمة فتح الباري**، (الناشر: المكتبة السلفية – مصر)، 458۔

xx ۔ الطبراني أبو القاسم سليمان بن أحمد، **المعجم الأوسط**، المحقق: طارق بن عوض الله بن محمد، عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني (القاهرة: دار الحرمين،جلد1)،181۔

xxi ۔ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني ،**كتاب هدي الساري مقدمة فتح الباري**،(الناشر: المكتبة السلفية - مصر جلد7)،63

xxii ۔ ابن حجرالعسقلاني،تہذيب التهذيب،(دبئی:جمعية دار البر- الإمارات العربية المتحدة، دبي،الطبعة: الثانية، ٢٠٢١،جلد12)،539۔

xxiii ۔ أبو بكر أحمد بن علي الخطيب البغدادي، **تاريخ بغداد**،(بيروت: دار الغرب الإسلامي، الطبعة: الأولى، ٢٠٠٢ جلد15)، 282

xxiv ۔ جمال الدين أبو الحجاج يوسف المزي ،**تهذيب الكمال في أسماء الرجال**،(بيروت: مؤسسة الرسالة - بيروت الطبعة: الأولى، ١٩٩٢۔جلد27)، 188۔

xxv أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق ، **سؤالات أبي عبيد الآجري أبا داود السجستاني في الجرح والتعديل**، (بيروت: عمادة البحث العلمي بالجامعة الإسلامية، المدينة المنورة، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى،1983) ، 281۔

xxvi ۔ جمال الدين أبو الحجاج يوسف المزي، تهذيب **الكمال في أسماء الرجال**،(بيروت: مؤسسة الرسالة - بيروت الطبعة: الأولى، ١٩٩٢۔جلد27)، 185۔

xxvii ۔ علي بن الجَعْد بن عبيد الجَوْهَري البغدادي ،**مسند ابن الجعد**، (بيروت: مؤسسة نادر - بيروت الطبعة: الأولى، ، ١٩٩٠)،471۔

xxviii ۔ الحاكم، أبو عبد الله محمد بن عبد الله النيسابوري، **المستدرك على الصحيحين**، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا (بيروت: دار الكتب العلمية، ،الطبعة: الأولى1990 ،رقم الحديث:234،جلد1)،141 ۔

xxix ۔ الترمذي، أبو عيسى، محمد بن عيسى، **جامع الترمذي**، (بيروت: دار الغرب الإسلامي، سنة النشر1998،رقم الحديث:2594)

xxx ـ الترمذي، أبو عيسى، محمد بن عيسى، **العلل الصغير المحقق: أحمد محمد شاكر وآخرون**، (بيروت: دار إحياء التراث العربي،)،758۔

xxxi ـ محمد ناصر الدين الألباني ،**سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها**، (الرياض: مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض
الطبعة: الأولى لمكتبة المعارف، ١٩٩٥ جلد1)، 952۔

xxxii ـ أبو عمرو نور الدين بن علي بن عبد الله السدعي الوصابي، **تحفة اللبيب بمن تكلم فيهم الحافظ ابن حجر من الرواة في غير التقريب**، (مصر: مكتبة ابن عباس للنشر والتوزيع، المنصورة - جمهورية مصر العربية
الطبعة: الأولى،٢٠١٠ ،جلد2)، 78۔

xxxiii ـ محمد بن طلعت،**معجم المدلسين**، (الرياض: دار أضواء السلف، الرياض – السعودية،الطبعة: الأولى، ٢٠٠٥)، 431۔

xxxiv ـ محمد بن طلعت،**معجم المدلسين**، ايضاً

xxxv ـ محمد بن طلعت،**معجم المدلسين**، ايضاً

xxxvi ـ علي بن الجَعْد بن عبيد الجَوْهَري البغدادي ،**مسند ابن الجعد**،(بيروت: مؤسسة نادر - بيروت
الطبعة: الأولى، ١٩٩٠)، 471۔

xxxvii ـ **الفتح المبين في تحقيق طبقات المدلسين**، ص112

xxxviii ـمحمد بن طلعت، **معجم المدلسين**،(الرياض: دار أضواء السلف، الرياض - السعودية
الطبعة: الأولى، ٢٠٠٥)،429۔

xxxix ـابن حجر أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن حجر العسقلاني **تهذيب التهذيب**،(دبئ: جمعية دار البر - الإمارات العربية المتحدة، دبي الطبعة: الثانية، - ٢٠٢١ ،جلد12)، 538۔